اخبار امت

ارض فلسطین: نیا ابھرتا ہوا منظر

عبدالغفار عزیز

۱۵ مئی ۹۸ کو سرزمین قدس و اقصیٰ پر صیہونی راج قائم ہوئے پچاس برس پورے ہو گئے' پوری نصف صدی' جس دوران کئی نسلیں بچپن سے بڑھاپے اور گود سے گور تک سفر کر گئیں۔ لاکھوں فلسطینی عوام اپنی شناخت سے محروم کر کے خیمہ بستیوں میں محصور یا دربدر کی خاک چھاننے پر مجبور کر دیے گئے۔ دنیا بھر کے یہودیوں کو فلسطین میں جمع کر کے ان کی تعداد چھ لاکھ سے پچاس لاکھ کر دی گئی۔ مسلم دنیا میں بھی (عمداً) اسرائیل لکھا' بولا اور پکارا جانے لگا اور قبلہ اول کی آزادی کے لیے اپنی جانوں پر کھیل جانے والے فلسطینی سرفروش خود یاسر عرفات اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارے جانے لگے۔ مقبوضہ فلسطین پر مسلط غاصب صیہونی انتظامیہ کو یہ مقام ملا کہ مشرق وسطیٰ اور مسلم دنیا کے متعلق امریکہ اور مغربی ممالک کی ہر پالیسی ان ممالک کے صیہونی انتظامیہ کے ساتھ رویے کے مطابق ہونے لگی۔

ان پچاس برسوں میں کیا کیا قیامتیں ٹوٹیں اور مجاہدین نے کہاں کہاں قوت ایمانی کا ثبوت دیا' یہ ایک طویل مضمون ہے۔ یہاں اختصار سے زخمی سرزمین اقصیٰ کی موجودہ صورت حال کا ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے کیونکہ مشرق وسطیٰ اس وقت ایک معجزاتی دور میں داخل ہو رہا ہے۔ گذشتہ پچاس برسوں میں صیہونی انتظامیہ نے اپنے قبضے کو مستحکم کرنے کے لیے جو اقدام کیے ان سب کی ناکامی کا آغاز عملاً ہو چکا ہے۔

کچھ ہی عرصہ پہلے تک جہاد فلسطین کی سرخیل تنظیم "حماس" نہ صرف دشمن بلکہ مسلم ممالک کی طرف سے بھی سخت مخالفت کا شکار تھی۔ متعدد عرب ممالک میں حماس کا نام لے کر کسی بھی طرح کی سرگرمی ممنوع اور قابل مواخذہ تھی۔ خود اردن میں حماس کی قیادت کو ان کے گھروں میں مقید کر دیا گیا تھا یا سرزمین اردن چھوڑ دینے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ خلیجی ممالک میں حماس کے لیے مالی اعانت کا ذکر کرنا "آ بیل مجھے مار" کے مترادف سمجھا جا رہا تھا۔ حماس کے سیاسی امور کے انچارج ڈاکٹر موسیٰ ابو مرزوق تمام سفری دستاویزات کے ساتھ امریکہ گئے تو ایئرپورٹ ہی سے انھیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا اور پھر مسلسل دھمکیاں دی جاتی رہیں کہ انھیں کسی بھی وقت صیہونی انتظامیہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ۱۹۹۳ میں عرفات

یہود معاہدے کی بنیادی شرائط کے مطابق حماس کے ساتھ آہنی ہاتھ سے نمٹا جا رہا تھا۔ حماس کے بانی' گردن سے نیچے پورے دھڑ کے فالج میں مبتلا شیخ احمد یاسین' سالہا سال سے صیہونی جیلوں میں مقید تھے۔ ان تمام آزمایشوں کے ساتھ ہی ساتھ یہ کوششیں بھی جاری تھیں کہ جو بھی مجاہد قیادت جیلوں اور صیہونی دسترس سے باہر ہے انھیں مستقل طور پر "ٹھکانے" لگا دیا جائے۔ جہاد اسلامی کے لیڈر فتحی الشقاقی کو جزیرہ مالٹا تک پیچھا کر کے شہید کر دیا گیا۔ دیگر کئی لیڈروں پر قاتلانہ حملے ہوئے یا انھیں مسلسل دھمکیاں دی جاتی رہیں۔ خالد المشعل کو اردن میں انتہائی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے شہید کر دینا تقریباً یقینی سمجھ لیا گیا لیکن تدبیر پر تقدیر پر غالب آ گئی اور اسی لمحے سے حماس کی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

اردن میں صیہونی دہشت گرد ایجنسی "موساد" کے ایجنٹوں کی اس کارروائی کے خلاف خود اردنی عوام اس طرح بپھرے کہ ان کے غیظ و غضب کی لہر کو روکنے کے لیے اردن کے شاہ حسین نے خود صیہونی انتظامیہ سے مل کر شیخ احمد یاسین کی رہائی کے لیے راستہ ہموار کیا' اس طرح ناممکن ممکن ہو گیا۔ بوڑھا شیخ باہر آ گیا۔ لیکن باہر آنے سے پہلے اس نے شرط لگائی کہ میرے ساتھ میرا معاون بھی رہا کیا جائے' مجھے فلسطین کی دھرتی پہ رہنے دیا جائے۔ اگر فوری طور پر شاہ حسین مجھے اردن لے جانا بھی چاہیں تو ابتدائی طبی امداد کے بعد مجھے سرزمین فلسطین واپسی کی سہولت دی جائے ورنہ جاؤ' میں رہا ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ آخر کار قیدی کو اس کی شرائط تسلیم کرتے ہوئے رہا کر دیا گیا اور وہ اردن میں چند روز علاج کروانے کے بعد واپس غزہ آیا تو پورا غزہ و اریحا' ان کے استقبال کے لیے اُمڈ آیا۔ شیخ نے عالمی میڈیا کے سامنے فلسطین کا مسئلہ اس خوش اسلوبی سے پیش کیا کہ رہا کرنے والے حیران رہ گئے کہ یہ مفلوج بوڑھا تو چند روز میں دوبارہ جی اٹھا۔ اسی کیفیت میں حج کا زمانہ آ پہنچا۔ سعودی حکومت نے انھیں اپنا مہمان بنانے کی دعوت دی۔ مصر نے پیش کش کی کہ قاہرہ میں حسنی مبارک سے ملاقات کرتے ہوئے جائیں۔ شیخ مصر پہنچے تو اسی مصری صدر نے جس کا عرفات یہود معاہدے میں اہم کردار تھا' شیخ کے جذبہ جہاد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ حماس فلسطین کی آزادی کے لیے فعال کردار ادا کرتی رہے گی۔ سعودیہ پہنچے تو ولی عہد عبداللہ بن عبدالعزیز خود شیخ کے کمرے میں ان کی عیادت کے لیے آئے۔ اس ملاقات کو عالمی میڈیا میں بڑی اہمیت دی گئی۔ حج کے موقع پر متعدد مسلم حکمرانوں نے شیخ احمد یاسین سے ملاقات کی اور اپنے ملک آنے کی دعوت دی۔

حج کے بعد احمد یاسین قطر کے سرکاری دورے پر گئے۔ یہ دورہ بھی کثیر الجہت اہمیت کا حامل تھا۔ قطر کے بعد امارات میں شیخ زاید سے ملاقات ہوئی' متعدد ٹی وی چینل سے ان کے انٹرویو نشر ہوئے۔ اس کے بعد ایران کے دورے پر گئے جہاں روحانی پیشوا خامنہ ای اور صدر خاتمی سے ملاقات کے علاوہ تہران یونی ورسٹی سے ملحقہ مقام جمعہ میں شیخ نے خطبہ دیا۔ یہاں پانچ لاکھ مرد اور خواتین آزادی فلسطین کے لیے نعرے لگا

رہے تھے۔ اس کے بعد سرکاری دعوت پر کویت گئے جہاں شیخ کی غیر معمولی سرکاری و عوامی پذیرائی ہوئی۔

شیخ احمد یاسین کے یہ عالمی سرکاری دورے ابھی جاری ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اب تک شیخ کو دس دیگر ممالک کی طرف سے دعوت نامے موصول ہو چکے ہیں۔ سرکاری دعوت دے کر گویا یہ ممالک فلسطین کے متعلق اپنی سابقہ پالیسی یعنی صرف یاسر عرفات کو فلسطینی عوام کا نمایندہ قرار دینے کی نفی کر رہے ہیں اور حماس کو باقاعدہ تسلیم کر رہے ہیں۔

عرفات کے ساتھ یہودیوں کے معاہدے میں ایک اہم شق یہ تھی کہ عرفات فلسطینی مجاہدین کی سرگرمیاں بند کروائے گا۔ عرفات نے اس ضمن میں لاتعداد جرائم کا ارتکاب کیا ہے، ہزاروں فلسطینی اس وقت بھی عرفات کی جیلوں میں ہیں۔ اریحا جیل میں تین فلسطینی مجاہدین کی بھوک ہڑتال کو اکیس دن سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ گذشتہ ماہ بھی عرفات پولیس حماس کے عسکری بازو، عزالدین قسام بریگیڈ کے سالار اعلیٰ، انجینئر محی الدین الشریف کو شہید کر کے فلسطینی عوام کی لعنت اور یہودیوں کی تحسین کی مستحق ٹھیری ہے۔

اب اگر متعدد مسلم و غیر مسلم ممالک عرفات کے بجائے شیخ احمد یاسین کو اپنا مہمان بنانے پر مصر ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اب مشرق وسطیٰ میں صرف وہی کچھ نہیں ہو رہا جو امریکہ اور یہود چاہتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ایک معجز نما انسان، احمد یاسین کے ہاتھوں اس معجزے کا ظہور شروع کر چکا ہے جس کے متعلق آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح بشارت دی تھی کہ "یہودیوں اور مسلمانوں میں حتمی معرکہ برپا ہو کر رہے گا۔ اس معرکے میں درخت اور پتھر بھی پکار اٹھیں گی کہ اے بندۂ مسلم، اے اللہ کے بندے یہ دیکھو میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہوا ہے۔ آؤ اسے قتل کر ڈالو، لیکن غرقد نامی ایک درخت ایسا ہو گا جو یہودیوں کو پناہ دے گا، یہ جہنمی درخت ہے"۔ اس "بشارت" کو یہود بھی کتنا سچا مانتے ہیں، اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ مقبوضہ فلسطین میں جب بھی موسم شجرکاری آتا ہے، غرقد نامی درخت بڑی تعداد میں لگایا جاتا ہے کہ شاید ہماری جان بچا لے۔

دوسری طرف دیکھیں کہ آج اسرائیل کن حالات سے گزر رہا ہے۔ انھوں نے "ارض موعود" کے باطل عقیدے کے لالچ میں دنیا بھر سے جن مختلف النسل یہودیوں کو مقبوضہ فلسطین میں جمع کیا ہے، وہ ایک دوسرے سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اس "یہودی مربے" کو سنبھالنا دشوار ہو رہا ہے۔

۱۹۹۳ کی مردم شماری کے مطابق مقبوضہ فلسطین کی کل آبادی کا ۸۱٫۴ فی صد یہود ہیں (۱۹۱۴ میں یہ تناسب ۱۰ فی صد، ۱۹۲۲ میں ۱۱ فی صد، ۱۹۳۱ میں ۱۷ فی صد اور ۱۹۳۹ میں ۳۰ فی صد تھا)۔ ان کی تین قسمیں ہیں: ۱- "اشکنازیم" جو یورپ سے آئے ہوئے ہیں، معاشرے میں سب سے زیادہ موثر ہیں اور سیاسی و عسکری اور علمی و اقتصادی میدان میں چھائے ہوئے ہیں۔ ۲- "اسفاردیم" جو مختلف ایشیائی اور افریقی

ممالک سے آئے ہوئے ہیں۔ ۳۔ "صابرا" یہ فلسطین میں جنم لینے والے یہودی ہیں خواہ یورپی ہوں یا ایشیائی۔ یہ یہودی مزید نظریاتی و سیاسی تقسیم کا شکار ہیں۔ ان میں مذہبی اختلافات و تعصبات گہری جڑیں رکھتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ بے راہ روی' منشیات و شراب نوشی' بدکاری و مادر پدر آزادی' سب تباہ کاریاں اس یہودی معاشرے کو بری طرح چاٹ رہی ہیں۔ حال ہی میں ان کے دانش وروں نے اسلحے کے اس ڈھیر کو بہت خطرناک قرار دیا ہے جو مسلمانوں کے خوف سے جمع کیا جا رہا ہے۔ وہ واویلا مچا رہے ہیں کہ کیا اب ہم نازی ہٹلر کی بھٹیوں کی طرح خود اپنے لیے بھٹیاں تیار کر رہے ہیں۔ فلسطینی "جانبازوں" کی طرف سے درپیش خطرات ہی کیا کم تھے کہ اب یہ تلوار بھی سر پہ لٹک گئی ہے۔ نہ جانے کون' کس وقت' کس جگہ اپنے جسم سے بم باندھ کر آ جائے اور یہ اسلحہ خانے ہمیں ایک اور "بحر مردار" میں بدل دیں۔

عرب ممالک اور مشرق وسطیٰ میں حماس کی پیش رفت اور پذیرائی' امریکہ اور یہودی انتظامیہ کے ساتھ ان کا بدلا ہوا دھمکی آمیز رویہ' فلسطینی نوجوانوں میں قربانی و جہاد کی ایک نئی روح' خود یہودیوں میں مسلسل خوف و ذہنی دباؤ کے ساتھ ساتھ باہمی منافرت' امریکی ذمہ داران کا بار بار اعتراف کہ "امن مذاکرات" کا مشن ناکام ہو رہا ہے اور شیخ احمد یاسین کی زیر قیادت فلسطینی عوام کی نئے سرے سے صف بندی' یہ وہ چند مظاہر ہیں جن سے نیا ابھرنے والا منظر تشکیل پا رہا ہے۔ قرآن بشارت دے رہا ہے: "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ"۔